منظورالحسن

اخلاقی جارحیت

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

حقوق کے تحفظ کے لیے ہم مسلمانوں کا لائحۂ عمل مسلح جارحیت ہے۔ گزشتہ تین صدیوں سے ہم اسی پر کار بند ہیں۔قوم کے مذہبی اور سیاسی پیشواؤں نے اسی کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور عوام الناس پوری دل جمعی سے اس پر عمل پیرا ہیں۔ اس کی روح یہ ہے کہ اگر ہم منتشر ہوں تو تشدد آمیز کارروائیوں کے ذریعے سے دنیا کو اپنے مسائل کی طرف متوجہ کریں اور اگر کچھ مجتمع ہوں تو جنگ و جدل سے اپنا حق حاصل کرنے کی جدوجہد کریں۔ یہ لائحۂ عمل اختیار کر کے ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے، اس کی تفصیل کشمیر، فلسطین، افغانستان اور عراق کے موجودہ حالات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ تین صدیوں کے حوالے سے ہماری یافت و نایافت کی فہرست بندی کی جائے تو معلوم ہو گا کہ جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے، وہ شکست و تنزل اور غربت و جہالت ہے اور جس سے محروم ہوئے ہیں، وہ عظمت و رفعت اور علم و اخلاق ہے۔ مسلح جارحیت کے اس لائحۂ عمل کو ہم نے ہمیشہ جہاد سے تعبیر کیا ہے اور اس طرح اپنے مزعومہ اقدامات کو یہ عنوان دے کر دنیا کو پیغام دیا ہے کہ اسلامی شریعت خدانخواستہ جنگ و جدل کی علم بردار ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں جہاد اقوام کے ظلم و جبر کے خلاف اسلامی ریاست کا مسلح اقدام ہے۔ قرآن مجید کی رو سے اس اقدام کے لیے قوت ایمانی کے ساتھ ساتھ مادی قوت کا حصول ناگزیر ہے۔ مگر ہمارا طرز عمل ہمیشہ یہ رہا ہے کہ نہایت کمزور ایمان اور اسلحے کی قوت سے بالکل محروم ہونے کے باوجود نصرت الٰہی کے دعوے کے ساتھ میدان جنگ میں اترتے رہے ہیں۔ یہ سفاہت ہے یا دین سے ناآشنائی، بہر حال اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم اپنے لاکھوں رجال کار کو جنگ کی بھینٹ چڑھا کر فارغ ہو چکے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ ہم نے علم و دانش، اصلاح و دعوت اور

قومی تعمیر و ترقی کے دروازے بھی بند کر رکھے ہیں۔

چنانچہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ علم، اخلاق اور رزق کے معاملے میں ہم پر نہایت کس مپرسی کی حالت طاری ہے۔ ہم غربت کے اس مقام پر ہیں کہ ہماری اکثریت بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہے۔ جہالت کی یہ سطح ہے کہ ان علوم سے بھی غافل ہو چکے ہیں جنھیں خود ہم نے وجود بخشا تھا۔ اخلاقی پستی کا یہ عالم ہے کہ بد دیانتی، دھوکا دہی، ملاوٹ اور قانون شکنی میں دنیا بھر میں ہمارا کوئی ثانی نہیں ہے۔ بے وقاری کی یہ حالت ہے کہ بین الاقوامی معاملات میں ہم پر کوئی اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اور مظلومیت کا یہ معاملہ ہے کہ صحیح ہوں یا غلط، ہر حال میں مجرم قرار پاتے ہیں اور سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری اس حالت زار کی سب سے بڑی وجہ لائحۂ عمل کی غلطی ہے۔ افغانستان اور عراق کے پے در پے سانحوں کے بعد ممکن ہے کہ ہم اس غلطی کا ادراک کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر ہمیں مسلح جارحیت کا لائحۂ عمل ترک کر کے اخلاقی جارحیت کے نئے لائحۂ عمل کو اختیار کرنا چاہیے۔ یہی وہ واحد راستہ ہے جسے اپنا کر کوئی کمزور اور مظلوم قوم اپنے لیے تعمیر و ترقی کے بند دروازے کھول سکتی ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم اگرچہ اپنی تعداد کے لحاظ سے دنیا کی چند بڑی اقوام میں شمار ہوتے ہیں، مگر قوت و استعداد کے لحاظ سے اقوام عالم میں ہمارا کوئی مقام نہیں ہے۔ دنیا کے سیاسی، اقتصادی اور سائنسی و تکنیکی منظر پر ہماری کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ اس بات کا امکان ہے کہ مستقبل قریب میں کوئی جگہ پیدا ہو جائے۔ اس اعتراف حقیقت کے بعد ہمیں مسلح جدوجہد کے بجائے غیر مسلح طور پر اخلاقی جدوجہد کا آغاز کرنا چاہیے۔ ہم انفرادی اور اجتماعی اعتبار سے اعلیٰ اخلاقی معیار پر کھڑے ہو جائیں۔ قومی اور بین الاقوامی، دونوں معاملات میں اخلاقی موقف اپنائیں اور اس کے لیے اگر مفادات بھی قربان کرنے پڑیں تو اس سے دریغ نہ کریں۔ اگر تشدد کا سامنا کرنا پڑے تو صبر و استقامت کے ساتھ اس کا سامنا کریں۔ اپنے حقوق کی جدوجہد کو سر تا سر مظلومانہ بنائیں اور ظالم کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ کسی بہانے ہم پر حملہ آور ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے اگر تنازعات کو یک طرفہ طور پر بھی ختم کرنا پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کریں۔ دنیا کے ایوانوں میں ہر حال میں مظلوم کا ساتھ دیں۔ عدل و انصاف کا دامن کسی حال میں نہ چھوڑیں خواہ اس کی زد اپنے قومی وجود ہی پر کیوں نہ پڑے۔ ہر طرح کے تعصب کو بالاے طاق رکھتے ہوئے آزادی، جمہوریت، مساوات اور انسانی ہمدردی جیسی اقدار کا بول بالا کریں۔ ہر حال میں جنگ کی مذمت کریں اور امن و سلامتی کی تلقین کریں۔ مذہبی اور سیاسی اختلافات کو برداشت کریں اور دوسروں کو بھی یہی طرز عمل

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

اپنانے کی نصیحت کریں۔ان مقاصد کے حصول کے لیے موجودہ زمانے کی اخلاقی بیداری سے بھرپور فائدہ اٹھائیں،ان اداروں کی تعمیروترقی میں کردارادا کریں جو دنیامیں انسانی حقوق کی آواز بلند کررہے ہیں اور میڈیا کے تمام ذرائع کو پوری طرح بروے کارلائیں۔

اخلاقی جارحیت، درحقیقت صبرو برداشت اور حکمت و دانش سے عبارت ہے۔ جب کوئی قوم کسی ظالم قوم کے مقابلے میں مجبورو بےبس ہو، جب اس کے پاس دفاع کی معمولی طاقت بھی موجود نہ ہو، جب اقوام عالم میں سے کوئی اس کی مدد کی ہمت نہ کرسکے اور جب دنیامیں کوئی ایسی عدالت بھی قائم نہ ہو جو اس پر ہونے والے ظلم کو قانون کی قوت سے روک سکے تو اس موقع پر واحد لائحۂ عمل اخلاقی جارحیت ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جوروستم کا مقابلہ اخلاق و کردار کی قوت سے کیا جائے۔قومی وجود میں امن، آزادی، استدلال، عدل، صلہ رحمی اور حق پرستی جیسی انسانیت کی مشترک اقدار کو مستحکم کیا جائے اور ان کی بنا پر انسان کے اجتماعی ضمیر کو آواز دی جائے۔کوئی قوم اگر صبرو استقامت سے یہ آواز بلند کرتی رہے تو انسانیت کا اجتماعی ضمیر لازماً اس پر لبیک کہہ اٹھتا ہے۔بصورت دیگر عالم کا پروردگار اپنی آواز اس آواز میں شامل کر دیتا ہے۔مظلوم کی دادرسی آسمان سے ہوتی ہے اور ظلم و جبر کی بساط بالآخر لپیٹ دی جاتی ہے۔

---

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net